(۴) چوتھی قسم آراضی افتادہ وغیر مزروعہ کی ہے، پس اگر اس کا سابق قابض معروف ہے تو یہ اس کی ملک تصور کی جائے گی اور اگر غیر معروف ہے تو امام اعظم کے مسلک کے مطابق امام یا سلطان کی اجازت کے بغیر اس پر کسی کی ملک قائم نہیں ہو سکتی، اس لیے موجودہ قابض اگر اس اجازت سے محروم ہیں تو وہ اس کے مالک نہیں ہوں گے۔

(۵) پانچویں وہ آراضی جو اصلاً متروک وغیر آباد اور اس کے اصل مالک کا بھی کچھ پتہ نہیں، پس اگر امام اس زمین سے کسی مستحق کو کچھ حصہ بطور ملکیت عطا کر دے اور اس کا خراج بھی اس کے لیے مباح قرار دے۔ پس اگر اس شخص نے امام کی اجازت سے اس میں کھیتی باڑی کی تو وہ زمین اس کی ملکیت میں داخل ہو جائے گی اور اس کا خراج بھی اس کے لیے حلال ہوگا۔

(۶) چھٹی قسم اس آراضی کی ہے جس میں نسلاً بعد نسلٍ کاشت ہوتی چلی آئی ہے لیکن اس کا اصل مالک نامعلوم ہے پس اگر امام اسے کسی مستحق کو بطور ملک عطا کرے تو وہ اس کا مالک بن جائے گا لیکن اگر کسی کو صرف اس کے خراج سے استفادہ کا حق دیا تو یہ زمین معطیٰ لہ کی ملک نہیں ہو سکتی۔

(۷) ساتویں وہ زمین جو مزروعہ یا غیر مزروعہ ہے لیکن اس کا اصل مالک معروف ہے اگر امام نے کسی کو اس میں کاشت کرنے کی اجازت دی تو وہ اس کا مالک نہیں تصور کیا جائے گا۔

(۸) آٹھویں وہ افتادہ و متروکہ زمین جس کے مالک کا کچھ پتہ نہیں ہے پس اگر کسی نے امام کی اجازت سے اس کی کاشت کی تو اس کی ملکیت اس پر قائم ہو جائے گی، لیکن عدم اجازت کی صورت میں امام اعظم کے قول کے مطابق معطیٰ لہ مالک نہیں ہوگا جب کہ صاحبین کے مسلک کی رو سے وہ اس کا مالک تسلیم کیا جائے گا۔[1]

---

[1] رسالہ در بیع آراضی، ورق ۱۱ الف، یہ آٹھویں قسم پانچویں قسم میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔

آراضی ہند کی مختلف انواع میں اس تقسیم سے یہ بات صاف طور پر عیاں ہوتی ہے کہ ہندوستان میں جملہ آراضی کی حیثیت یکساں نہیں ہے۔ بلکہ قبضہ کی نوعیت اور ملکیت کے ثبوت کے اعتبار سے مختلف مقامات کی آراضی میں فرق پایا جاتا ہے اس لیے اس کی شرعی حیثیت پر رائے زنی کرتے وقت یہ ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے کہ متعلقہ آراضی کس نوع کے تحت آتی ہے، اختلاف انواع سے قطع نظر کر کے جملہ آراضی کی بابت یکساں رائے قائم کرنا اس مسئلہ کے ساتھ انصاف نہ ہوگا۔[۱]

بہر حال شیخ جلال اور قاضی محمد اعلیٰ دونوں کے بیان کے مطابق ہندوستان کی آراضی کا بیشتر حصہ غیر مملوکہ آراضی کی نوع سے ہے جس کے اصل مالک یا تو بغیر کوئی وارث چھوڑے وفات پا گئے یا بعض نامساعد حالات کے تحت وہ اپنی زمین و جائیداد تیاگ دے کر کہیں اور منتقل ہو گئے اور اس لاوارث، یا متروکہ آراضی پر دوسرے لوگ غیر قانونی طور پر قابض ہو گئے اور پھر یہ آراضی قابض ثانی سے اس کے ورثہ میں نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتی رہی۔ اس طرح یہ آراضی اصلاً غیر مملوکہ یا ناجائز طور پر مقبوضہ کی حیثیت میں باقی رہیں اور شریعت کی رو سے بیت المال ان تمام اموال (منقولہ و غیر منقولہ) کا مالک ہوتا ہے جن کا کوئی وارث یا مالک نہیں ہوتا اس لیے آراضی ہند بھی اسی زمرہ میں داخل ہو کر املاک بیت المال کا حصہ بن گئیں۔ البتہ امام وقت کو بیت المال کے امین ہونے کی حیثیت سے یہ اختیار حاصل ہے کہ اجتماعی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ قابضین کے ذریعہ اس کی کاشت کرائے اور ان سے بطور محصول کچھ وصول کرے یا مسلم معاشرہ کے مستحق و ضرورت مند افراد کو اس میں سے بطور مدد معاش عطا کرے۔

---

[۱] مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی مشہور تصنیف "اسلام کا نظام آراضی" میں آراضی ہند کی نوعیت پر بحث کرتے ہوئے اس پہلو کو نمایاں کیا ہے اور شیخ جلال کے خیالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اس نکتہ پر خاص زور دیا ہے کہ اگرچہ وہ ہندوستان کی آراضی کے معتد بہ حصہ کو لاوارث و غیر مملوکہ کی قبیل سے شمار کر کے اسے بیت المال کی ملک قرار دیتے ہیں لیکن وہ جملہ آراضی کو اس زمرہ میں شامل نہیں کرتے تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے، "اسلام کا نظام آراضی" ادارۃ المعارف کراچی، ۱۳۶۷ھ ص ۹۹-۱۰۲

(باقی صفحہ ۶۴ پر)

# شریف التواریخ

پروفیسر محمد اسلم پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

شریف التواریخ، مصنفہ پیر شریف احمد المعروف بہ شرافت نوشاہی
جلد دوم، ضخامت ۲۰۲۴ صفحات، قیمت ۲۰۰ دو صد روپے۔
مطبوعہ: ۱۹۸۲، ساہن پال، ضلع گجرات، پنجاب، پاکستان

شریف التواریخ کی جلد اول پر میرا تبصرہ ماہنامہ برہان دہلی میں چار طویل قسطوں میں طبع ہوا، جسے دینی اور علمی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا۔ اب اس کتاب کی دوسری جلد چھپ کر مارکیٹ میں آئی ہے۔ اس میں بھی بے سرو پا حکایات کی بھرمار ہے۔ اس لئے اس پر قلم اٹھانا ضروری ہو گیا ہے۔

شرافت صاحب کے ایک مداح محمد اقبال مجددی نے پیر صاحب کی تحریر کو شبلی اور آزاد کی تحریروں پر ترجیح دی ہے۔ اس کا جواب سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب نے ماہنامہ معارف اعظم گڑھ میں دیا تھا۔ جلد دوم کے مطالعہ کے دوران میں مجھے اس تصنیف میں بوہڑ (کھلیان) ، تک ، کھنڈ ، گڑھتی (گھٹی) ، کنبل ، چھیڑی (جوہڑ) ، ٹاہلی (شیشم) ، وٹہ (باٹ) ، کلا (کھونٹا) ، گوڈی (نلائی)

نشان (نشد)، پھگن، روہ (رس)، ایڑ (ریوڑ)، کپاہ (کپاس)، بالن (ایندھن)، اٹھتیس (اڑتیس)، ستاستھ (سٹرسٹھ)، اٹھاسٹھ (اڑسٹھ)، کہی (پھاوڑا)، عاصا (عصا)، چھترا (مینڈھا)، بنی (مینڈھ)، گاہڑی (پکائی)، بکھڑلہ، باریاں (کھڑکیاں)، کوڑم (سمدھی)، اندھیری (آندھی)، پتاسے، کتک، لنگھیا، ویلنا، سرگی (سحری)، شرینہ (سرس)، بوہڑ، کھونڈا (چھڑی) اور رڑکنا (بلونا) جیسے ٹھیٹھ پنجابی الفاظ ملے۔ اس کے باوجود ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو شریف التواریخ کو شعر العجم اور آبِ حیات پر ترجیح دے رہے ہیں۔

شرافت صاحب کی جنرل نالج (معلومات عامہ) کا یہ عالم ہے کہ موصوف نے ہٹلر کو شاہِ جرمن لکھا ہے ص۹۳۵۔ اس کے باوجود سید خورشید احمد بخاری کو افسوس رہا کہ انھیں کسی یونیورسٹی میں ملازمت کیوں نہیں دی گئی ص۱۹۵۲۔

شریف التواریخ کی جلد اول میں بھی شرافت صاحب نے پریوں کے وجود کا اقرار کیا تھا لیکن اس کی کوئی دلیل کتاب وسنّت سے پیش نہیں کی۔ دوسری جلد میں موصوف نے ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ غلام علی نوشاہی نامی ایک متصوف کو پریاں اٹھا لے گئی تھیں۔ ص۹۲۔

خواجہ فضیل کابلی کے ترجمہ میں شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ وہ شیر کی سواری کیا کرتے تھے ص۱۴۶۸۔ ہمارے ہاں ایسے کلینڈر عام بکتے ہیں جن میں اولیاء کرام کو ہاتھ میں سانپ کا کوڑا لئے شیر پر سوار دکھایا گیا ہے۔ ایک ایسا کلینڈر بھی دستیاب ہے جس میں حضرت بوعلی قلندر کو ایک دیوار پر بیٹھے دکھایا گیا ہے۔ ایک بزرگ شیر پر سوار ہوکر انھیں ملنے آئے۔ بوعلی قلندر نے دیوار کو ایڑ لگائی تو وہ حرکت میں آگئی یہ نظریہ متصوفین نے ہندوؤں سے لیا ہے۔ ان کے ہاں دیویوں کو شیر پر سوار دکھایا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے اسے بھی ولایت کا خاصہ سمجھ لیا ہے۔

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ ایک بار میاں وڈا سہروردی اور حاجی نوشہ میں کسی بات پر ٹھن گئی۔ حاجی صاحب اپنے دھیان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میاں صاحب اپنی ہیئت بدل کر سانڈ کی شکل میں ان پر حملہ آور ہوئے۔ حاجی نوشہ نے اپنے دفاع کے لئے فوراً شیر کا روپ دھار لیا اور میاں وڈا ڈر کر بھاگ گئے ص ۱۶۳۔ شرافت صاحب ایک دوسرے موقع پر لکھتے ہیں کہ ایک بار شاہ ننھا سلطان سوہدروی شیر کا روپ دھار کر پیر سچیار کو ڈرانے آیا تھا۔ ص ۱۶۲۔ شرافت صاحب کے ولی بھی عجیب مخلوق ہیں۔ کبھی وہ سانڈ بن کر اپنے حریف پر حملہ آور ہوتے ہیں اور کبھی شیر بن کر ڈرانے آجاتے ہیں۔ علامہ محمد افضل طور شریف التواریخ پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "آج تک جتنے تذکرے سلاسل فقراء کے لکھے گئے ہیں ان میں سے شریف التواریخ کا پایہ ادبی، تاریخی اور لسانی اعتبار سے نہایت ارفع اور اعلیٰ ہے" ص ۱۹۷۲۔ ادبی پایہ تو ہم نے پنجابی الفاظ کی صورت میں دیکھ لیا ہے۔ تاریخی پایہ کا اندازہ قارئین کرام ان حکایات سے لگالیں گے۔

نوشاہیوں کے ہاں خرق عادات اور بے سروپا قصوں کو عین ولایت سمجھا جاتا ہے۔ سید فضل الدین بڑ جن والا کے بارے میں شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ اس کی قبر پر ہر جمعرات کو شیر آکر اپنی دُم سے جھاڑو لگایا کرتا ہے ص ۶۲۳۔ نوشاہی فقراء زیادہ تر اضلاع گجرات اور گوجرانوالہ میں آباد ہیں۔ پنجاب کے ان اضلاع میں شیر کی موجودگی محتاج ثبوت ہے۔

شریف التواریخ کے مطالعہ سے مترشح ہوتا ہے کہ بہت سے نوشاہی فقراء عشق مجازی میں مبتلا تھے۔ فقیر بخش نوشاہی رسول نگری ایک پنڈتانی پر عاشق ہوگیا تھا ص ۱۳۴۷۔ سید جوائے شاہ سید نگری نامی ایک نوشاہی ولی نے ملامتیوں جیسی وضع قطع اختیار کرلی تھی۔ وہ ایک طوائف کو دل دے بیٹھا تھا ص ۱۳۳۹۔

صدقی شاہ نامی ایک نوشاہی ولی فضلاں نام کی ایک قصائن پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ صث ۱۳۴۸۔ اس کا جو مرید اس سے کوئی وظیفہ پڑھنے کی اجازت طلب کرتا، تو شاہ صاحب فرماتے کہ وہ صبح و شام دو تسبیحاں "یا بی بی فضلاں" نام کی کیا کرے صث ۲۶۔ احمد الدین نامی ایک نوشاہی ولی سے لوگوں نے کہا کہ شہر میں وبا پھیل رہی ہے وہ اس کے خاتمہ کے لئے دعا کرے۔ اس نے یہ شرط لگائی کہ پہلے شہر کی دو دوشیزہ لڑکیاں اُسے نہلائیں پھر وہ دعا کرے گا صث ۱۳۶۹۔ شرافت صاحب کیا ولیوں کے یہی طور طریقے ہوا کرتے ہیں؟

شرافت صاحب احمد الدین صاحب جیسے ایک نوشاہی پیر سید عبداللہ شاہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ ایک بار ایک غیر محرم دلہن کو دیکھنے گیا۔ اس نیک بخت نے نامحرم کو مُنہ دکھانے سے انکار کیا تو پیر صاحب نے اپنی کرامت کے زور سے اس کی شکل مسخ کر کے بندریا جیسی بنادی اور جب اس نے منہ دکھانے کا وعدہ کیا تو پیر صاحب نے اس کی شکل درست کر دی صث ۶۱۳۔ یہ روایت محتاج تبصرہ نہیں ہے۔ پیر صاحب نے اس بیچاری کو شریعت پر عمل کرنے کی یہ سزا دی کہ اس کی شکل مسخ کر دی۔ پتہ نہیں کہ نوشاہیوں کو شریعت کے ساتھ اتنی کد کیوں ہے۔

شرافت صاحب ایک پیر سید عارف حق نوشاہی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے پاس کنجریاں آکر چوکی بھرا کرتی تھیں صث ۴۴۔ یہ کیسی ولایت ہے کہ ایک ولی اللہ نامحرم اور فاحشہ عورتوں کا ناچ دیکھے اور پھر اللہ کی دوستی اور رسولِ خدا کی محبت کا دم بھی بھرے۔

شرافت صاحب عصمت اللہ حمزہ نامی ایک نوشاہی درویش کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ دریا میں کھڑے ہو کر روزانہ چالیس بار قرآن ختم کیا کرتا تھا صث ۱۰۵۔ اس دعویٰ کو سچ ثابت کرنے کے لیے موصوف لکھتے ہیں کہ حضرت علی رض

باب کعبہ سے چل کر ملتزم تک قرآن ختم کر لیتے تھے اور ایک بزرگ طواف کعبہ کے دوران ہر قدم پر قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک حضرت صاحب کا معمول روزانہ ہزار بار قرآن ختم کرنے کا تھا۔ شیخ موسیٰ سدرانی نام کے ایک صوفی دن رات میں ستر ہزار بار قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ علی مرصعی نام کے ایک متصوف نے ان سب کا ریکارڈ توڑ دیا۔ یہ حضرت ایک رات میں تین لاکھ ساٹھ ہزار بار قرآن ختم کر لیا کرتے تھے ص۵۱۲۔ ایسی ہی ایک روایت پر میں جلد اول میں تبصرہ کر چکا ہوں اس لئے یہاں اسے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

پتہ نہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر احمد حسن احمد قلعداری نے یہ کیسے لکھ دیا "مجھے اپنی بے بسی پر بار بار رونا آتا ہے۔ اگر میں مغلیہ دور حکومت کا کوئی نواب ہوتا تو سید صاحب کو کئی دیہات نہیں پورا ملک انعام کے طور پر (بطور) جاگیر عطا کر دیتا۔" ص۱۴۱۔

شرافت صاحب نوشاہیہ سلسلہ کے بانی نوشہ گنج بخش کے پوتے سید نصرت اللہ محدث کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ "محدث وقت" پوست کا نشہ کیا کرتے تھے اور ایک وقت میں نو پیسے نانک شاہی وزن کے برابر پوست پانی میں بھگو کر نوش کیا کرتے تھے ص۴۹۴۔ اسی طرح سید نور علی نوشاہی نام کے ایک بزرگ گرنتھ صاحب کی تلاوت بڑے ذوق و شوق کے ساتھ کیا کرتے تھے ص۱۲۰۷۔ موصوف صاحب کرامت بزرگ تھے اور اللہ کے یہ ولی سوبھان نامی ایک کھترانی پر عاشق تھے۔ یہ بزرگ بھنگ گھوٹ کر پیا کرتے تھے۔ شرافت صاحب ان کی بھنگ نوشی کا جواز نکالنے کے لئے لکھتے ہیں کہ امام نووی نے اتنی بھنگ کا استعمال جائز قرار دیا ہے جس کے پینے سے نشہ نہ ہو۔ اس کے علاوہ انھوں نے بہلول جالندھری نام کے ایک مجذوب کا بھنگ کی حلت پر فتویٰ بھی درج کیا ہے ص۱۲۲۱۔ اس کے باوجود شرافت صاحب کی تسلی نہ ہوئی تو انھوں نے بھنگ کی حلت کے جواز میں کسی "صاحب دل" (یہ اصطلاح

شرافت صاحب کی ہے) کا یہ شعر نقل کیا ہے:

بنگی زدیم سرِّ انا الحق شد آشکار

مارا باین گیاہِ ضعیف این گمان نبود

اس کے بعد شرافت صاحب فرماتے ہیں "بہرکیف حالت سکر میں کسی درویش سے اس کا ارتکاب ہو جاوے تو اس کو مطعون نہیں کیا جا سکتا صـ۱۲۲۔ یہ مطعون نہ کرنا بھی خوب رہا۔ حالانکہ شریعت مطہرہ سکر وصحو کو نہیں دیکھتی۔ کیا یہی وہ تاریخ ہے جس کے بارے میں نعوذ باللہ حضور نبی کریمؐ نے یہ فرمایا تھا کہ بڑی بڑھیا لکھی گئی ہے" صـ۳۷۶۔

شرافت صاحب پیر محمد نوشاہی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اللہ کا یہ ولی بھنگ پینے کا عادی تھا اور وہ بھنگ گھوٹتے وقت سیدنا علیؓ اور حضرت غوث اعظمؒ کی منقبت میں اشعار بھی پڑھا کرتے تھے صـ۱۲۹۷۔

اسی طرح ایک اور نوشاہی ولی سید کرم الٰہی لوگوں میں افیمی کے لقب سے مشہور تھا۔ وہ افیم کھانے کا بڑا شوقین تھا صـ۱۲۴۹۔ انہی کی طرح ایک اور نوشاہی درویش سجاول فنیر رسول نگری بھنگ، چرس اور افیون کا نشہ کیا کرتا تھا صـ۱۳۸۱۔ ایک اور نوشاہی متصوف شیخ موتیانوالہ بھلوالی شراب کا عادی تھا اور اس ولی اللہ کو شیر سلام کرنے آیا کرتا تھا صـ۱۴۲۰۔ فضل حسین بھلوالی نام کا ایک نوشاہی درویش روزانہ ایک تولہ افیون کھایا کرتا تھا اور اپنے مریدوں کو بھی اپنی گرہ سے افیون خرید کر کھلایا کرتا تھا۔ پہلے یہ بزرگ شراب، بھنگ، چرس، مدھک اور افیون کا نشہ کیا کرتا تھا لیکن آخر عمر میں اس نے روزانہ ایک تولہ افیون پر اکتفا کر لیا تھا صـ۱۴۰۴۔ شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ صاحبزادہ مظہر حسین نوشاہی چرس، بھنگ، افیون اور مدھک وغیرہ استعمال کیا کرتا تھا صـ۱۷۱۱۔

اس فقرہ میں "وغیرہ" کا بھی جواب نہیں ہے۔ ان اشیاء کے استعمال سے نوشاہیوں پر سرِ انا الحق آشکار ہوجاتا ہے اس لئے شرافت صاحب انھیں مطعون کرنے سے منع کرتے ہیں۔

شرافت صاحب اپنے ایک بزرگ عصمت اللہ حمزہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ روزانہ ایک مرغ اور گیارہ روٹیاں کھایا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ دودھ بھی بکثرت استعمال کرتا تھا لیکن اس کے باوجود اُسے قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی ص۴۹۹۔ شرافت صاحب! اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھی بول و براز سے مبرا نہیں کیا۔ یہ حمزہ صاحب کیسے فرشتوں کی صف میں شامل ہو گئے؟ ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر احمد حسن احمد قلعداری نے پتہ نہیں یہ کیسے لکھ دیا ہے کہ شرافت صاحب نے ان حالات کو جدید تنقید کے تقاضوں کے مطابق لکھ کر موجودہ سائنسی دور کے تقاضے بھی پورے کر دیئے ہیں" ص۱۳۰ مجھے پتہ نہیں کہ شرافت صاحب نے کونسا سائنسی تقاضا پورا کیا ہے اور ان کی تاریخ جدید تنقید کے کس اصول پر پوری اترتی ہے؟

عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ صوفیاء کے ہاں قلتِ کلام، قلتِ منام اور قلتِ طعام پر زور دیا جاتا ہے۔ شرافت صاحب نے ایک نیا اصول وضع کیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ غلام حسن نوشاہی نامی ایک پیر ایک وقت میں چار سیر گھی پی جاتا تھا۔ وہ جب کسی مرید کے ہاں مہمان ہوتا تو آٹھ سیر سے کم حلوہ یا سویاں نہیں کھاتا تھا۔ اسی طرح وہ آٹھ ٹوپے (صاع) حجم کے آٹے کی روٹیاں چٹ کر جاتا تھا ص۹۰۲۔ ظاہر ہے کہ پیر صاحب کھانے پینے کا یہ شغل اپنے کسی مرید کے ہاں جا کر کرتے ہوں گے۔ اپنے گھر میں ایسا کرتے تو ان کے اہل خانہ فاقہ کرتے۔

ایسا ہی ایک پیر، محمد شفیع نوشاہی کہا کرتا تھا کہ "نفس کو سیر کر کے مارو اور اس خبیث کو بھر کے مارو" ص ۵۵۔ سبحان اللہ! نفس کشی کا یہ کتنا آسان نسخہ ہے جو نوشاہی فقراء استعمال کیا کرتے ہیں۔

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ میاں سلطان ملک ولی نے اپنے مرشد کے کہنے پر رات کا سونا اور دن کا کھانا ترک کر دیا تھا۔ وہ افطار کے وقت ایک مرغ مسلّم اور دو سیر دودھ پر اکتفا کیا کرتا تھا اور اس نے اسی قوت لایموت پر اپنی بقیہ عمر گذار دی ص ۱۶۸۔ اللہ ایسی قوت لایموت ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

شرافت صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے حضرت علیؓ سے لے کر امام مہدی تک دوازدہ ائمہ کی زیارت کی ہے ص ۴۲۲۔ یہ بڑے اچنبھے کی بات ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے انھوں نے کسی کے ساتھ ملاقات نہیں کی، حالانکہ یہی بزرگ مذہب اہل سنت کا سرچشمہ ہیں۔ ائمہ دوازدہ کے علاوہ بھی بہت سے بزرگوں سے خواب میں ان کی ملاقات ہوئی اور انھوں نے شرافت صاحب کو روٹی، بوٹی اور پراٹھے کھانے کے لئے دیئے ص ۴۲۴۔ مزے ہیں پیری کے۔ انھیں خواب میں بھی روٹیاں، بوٹیاں اور پراٹھے ہی نظر آتے ہیں۔

ایک موقع پر شرافت صاحب نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے انھیں دیکھ کر فرمایا "تو بھی اصحابوں کے پیچھے ان کے ساتھ ہوگا" ص ۴۲۳۔ اس فقرہ میں افصح العرب نے صحابہ یا اصحاب کی بجائے اصحابوں کو استعمال فرمایا ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک بہتان ہے کہ انھوں نے ایک جاہل بدعتی کو صحابہ کی صف میں شامل کر دیا۔

شرافت صاحب نے ص ۴۲۴ پر اپنے "یاران ذی وقار" یعنی مریدوں کی ایک فہرست دی ہے جس میں مقامی موچی، لوہار، درزی، بڑھئی، رنگریز، جراح اور

حجام شامل ہیں۔ اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وسطی پنجاب کے صرف اَن پڑھ پیشہ ور ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہیں۔

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے بیٹے سعید الظفر کو اس کے دادا غلام مصطفیٰ نے بر بنائے الہام کہا تھا کہ وہ غزالیٔ وقت ہوگا صـ[۴۴۳]۔ افسوس کہ ان کا یہ الہام مجذوب کی بڑ ثابت ہوا۔ سعید الظفر محکمہ بجلی میں معمولی سے مشاہرہ پر ملازم ہے۔

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے والد غلام مصطفیٰ کو حضور نبی کریمؐ نے ۹ رمضان ۱۳۶۸ھ کو خواب میں بیعت کیا تھا صـ[۲۴۹] اسے اللہ تعالیٰ نے یہ الہامی خطاب دیئے تھے:

غوثیت مآب، ظل الرحمٰن، فضل الرحمٰن، فضل اللہ، خدا کا خزانہ، اسلامؐ امین، حضوریٔ رسول اللہ، عین برکات، مصطفیٰ، ید اللہ، ہدی للمتقین، مبشر شیخ الرئیس، شجرۃ النبی وغیرہ۔

شرافت صاحب اس شیعی عقیدہ کے حامل ہیں کہ امام مہدی غار سرمن رای میں چھپا ہوا ہے۔ ان کا والد غلام مصطفیٰ اسے ملا تھا صـ[۳۶۹]۔ شرافت صاحب اس بات کے بھی مدعی ہیں کہ ان کے والد کا بیک وقت کئی جگہ ظہور ہو جاتا تھا صـ[۳۵۹]۔ یہ بھی خالصتاً ہندو نظریہ ہے۔ ان کی دیومالا میں یہ روایت ملتی ہے کہ کرشن جی نے نارد کو بیک وقت سولہ سو نو جگہ موجود دکھا دیا تھا۔ غلام مصطفیٰ نے دنیا کے معروف عشاق میں سے سیف الملوک، رانجھا، مرزا کھرل، بدیع الجمال پری، مہینوال، زلیخا، مجنوں، سوہنی اور صاحبان کی بھی زیارت کی تھی صـ[۳۷۰]۔

شرافت صاحب فرماتے ہیں کہ ان کے والد کو ۱۱۴ الہامات ہوئے تھے صـ[۳۹۱]۔

شرافت صاحب ہمیں بتائیں کہ ہم مدعیٔ الہام پیارے اللہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو کس دلیل سے جھٹلائیں؟ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد الہام و وحی کا

دروازہ کھول دیا جائے، تو پھر ختم نبوت کا نظریہ ہی داؤ پر لگ جائے۔ شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ ایک بار ان کے والد کو یہ الہام ہوا کہ وہ اپنے مرید رکن عالم نوری کے گھر میں کھانا کھایا کریں ص ۳۹۱۔ پیر صاحب نے الہام کی آڑ لے کر اپنا پیٹ بھرنے کا انتظام کرلیا اور غریب مرید کا کباڑا کر دیا۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ جلد ہی اس کی شادی حوران بہشت سے ہوگی ص ۳۹۶۔ ایک دن اسے یہ الہام ہوا کہ اسے آٹھ مربعے اراضی ملے گی ص ۳۹۶۔ (یہ الہام ابھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا) ایک دفعہ اسے الہام ہوا کہ اے غوثیت مآب تجھے پالکی ملے گی۔ ایک دن اسے یہ وحی ہوئی کہ اسے پانچ چھٹانک دودھ ملے گا۔ ایک دن اسے الہام ہوا کہ وہ شربت پی لے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ ایک بار ان کے پیٹ میں درد اٹھا۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ مٹھی میں کوئی چیز چھپائے کھڑا ہے۔ انھوں نے مٹھی کھولنے کو کہا۔ جب اس نے مٹھی کھولی تو اس میں سے ایک ٹکیہ نکلی، جس پر مرقوم تھا: "خاکسار پیپر منٹ" ایسے ہی الہام غلام مصطفیٰ کو ہوا کرتے تھے۔ ایک دن خدا نے اسے کہا کہ اس کے بیٹے کو ریاست مل گئی ہے۔ ایک دن اسے یہ الہام ہوا کہ "جوتے گجو"۔ ایک دن اسے یہ الہام ہوا کہ شریف التواریخ جیسی تاریخ نہ کسی نے بنائی ہے اور نہ ہی کوئی بنائے گا ص ۳۹۷ یہ تاریخ بنانا بھی خوب رہا۔ اگر پیر صاحب کی شریف التواریخ الہامی ہے تو پھر بقول عرفی ؏

سخن فہمیٔ عالم بالا معلوم شد

بقول شرافت صاحب ان کے والد غلام مصطفیٰ کی حضرات جبرئیل و میکائیل سے ملاقات رہتی تھی ص ۳۰۷۔ میں مجلس تحفظ ختم نبوت والوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ مرزا غلام احمد کے ساتھ غلام مصطفیٰ کی بھی خبر لیں۔ شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ

فرشتے ان کے والد کے لئے بہشت سے میوے لایا کرتے تھے ص۳۸۰۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار دورانِ سفر ان کی ملاقات روہڑی کے قریب ایک درویش سے ہوئی۔ اس نے بتایا کہ اسے نماز معاف ہوگئی ہے اور جبرئیل امین اس کے لئے کھانا لے کر آتا ہے۔ مخدوم صاحب نے اس سے کہا "بیہودہ مت بکو۔ وہ تو شیطان ہے جو تجھے بہکانے آتا ہے۔ اب وہ آئے تو لاحول لاقوۃ پڑھنا"۔ اگلے روز جب وہ "فرشتہ" کھانا لے کر آیا تو درویش نے لاحول پڑھی۔ شیطان فوراً غائب ہوگیا اور وہ کھانا نجاست میں تبدیل ہوگیا۔[2]

شرافت صاحب کا دعویٰ ہے کہ جبرئیل ومیکائیل کے علاوہ دوسرے ملائکہ بھی غلام مصطفیٰ سے مصافحہ کرنے آیا کرتے تھے ص۳۸۰۔ نبی کریمؐ نے کئی بار اُسے برفی، شیرینی، شرابِ طہور، حلوہ اور بُھنا ہوا گوشت کھانے کو دیا تھا ص۳۸۰۔ حضرت خضر بھی اس کے لئے طشتریاں بھر کر چاول لایا کرتے تھے۔ ص۳۸۱ عجیب بات ہے کہ صحابہ نے درختوں کے پتے کھا کھا کر جہاد کیا اور شعب ابی طالب میں محصورین نے سوکھا چمڑہ اور درختوں کی چھال ابال ابال کر وقت کاٹا لیکن خضر ان کے لئے کچھ نہ لائے اور غلام مصطفیٰ کو طشتریاں بھر بھر کر چاول کھلاتے رہے۔

شرافت صاحب رقمطراز ہیں کہ ایک دن رحمۃ للعلمینؐ نے غلام مصطفیٰ سے کہا کہ آپؐ اس کے دشمنوں کے لئے چھریاں گھسا رہے ہیں ص۳۷۶۔ شرافت صاحب آپؐ نے تو کبھی دشمنوں کے لئے بھی بددعا نہیں فرمائی اور ہمیشہ یہی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ

---

لہ شیخ محمد اکرام، آبِ کوثر، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۲ء، ص ۳۱۷۔

[2] یہ واقعہ الدر المنظوم میں مرقوم ہے۔

انھیں ہدایت فرمائے۔ آپ نے تو اپنے بدترین دشمنوں کو فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا:

لا تثریب علیکم الیوم

تو آپؐ غلام مصطفیٰ جیسے مدعیٔ الہام کے دشمنوں کے لئے کس طرح چھریاں تیز کرسکتے ہیں؟

شرافت صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے ان کے والد سے کہا تھا کہ شریف التواریخ بڑی بڑھیا لکھی گئی ہے ص ۲۷۶ ۔ یہ حضورؐ پر ایک صریح بہتان ہے کہ آپؐ اس جھوٹ اور شرک کے پلندے کی تعریف فرماتے تھے۔

غوثیت مآب غلام مصطفیٰ کے خلفاء میں موچی، لوہار، بافندے، مصلی، قصائی، تیلی، بڑھئی، کمہار، درزی، ماچھی، اور میراثی ہی نظر آتے ہیں۔ ان سے اونچے STATUS کا کوئی خلیفہ نہیں ہے۔ اس پر دعویٰ یہ ہے کہ ان کا سلسلہ انٹرنیشنل ہے۔

شرافت صاحب نے میاں رستم علی نوشاہی نام کے ایک شاعر کی نعت شریف التواریخ میں بطور تبرک درج کی ہے۔ اس کے دو شعر بطور نمونہ پیش خدمت ہیں:

سب بولتے ہیں آپؐ کو سجدہ روا نہیں
پر کیا کروں میں یا نبیؐ دل مانتا نہیں
سچ ہے اگر یہ احمدِ بے میم کی حدیث
گر تم خدا نہیں ہو تو پھر بس خدا نہیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

اس طرح کے گمراہ لوگ، جو اصحاب معرفت ہونے کے مدعی ہیں، ہمیں بدعقیدہ